نماز میں ھاتھ کھولیں یا باندھیں

نماز دین کا بنیادی رکن ہے. آج تک ہمارے اہلسنت بھائی اس بات پر متفق نہیں ہو سکے کہ نماز میں ہاتھ باندھنے ہیں یا کھولنے ہیں.

اور جو ہاتھ باندھنے کے بھی قائل ہیں ان میں بھی آج تک اتفاق نہیں ہو سکا کہ کہاں باندھنے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے نماز میں ہاتھ باندھنا اصلا مشکوک بلکہ غلط ہے.

حق پرست اور سنت رسول صلی علی محمد وآل محمد کے متلاشیوں کے لئے فکر انگیز تحریر.

ایسا سوال جو ہمیشہ سے لوگوں کے ذہن میں آتا ہے.. وہ یہ کہ کیا نماز میں ہاتھ باندھنا جائز ہے یا نھیں؟

▲ شیعوں کے نزدیک یہ عمل جائز نہیں ہے جیسا کہ کتاب خلاف، غنیہ، اور دروس جیسی کتب میں ذکر ہوا ہے..

سید مرتضی نے اپنی کتاب الانتصار میں اسکے جائز نہ ہونے پر اجماع کے پائے جانیکا دعوی کیا ہے اسی طرح اہل بیت ع سے بھی اس بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں.

نیز اہل سنت میں بھی امام مالک اور بعض فقہائے سلف ہاتھ باندھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں. اسی طرح تابعین بلکہ صحابہ کرام سے نقل ہوا کہ وہ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقیدہ رکھتے تھے.. (کتاب بدایۃ المجتہد

اہل سنت کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کا باعث پیغمبر ص کی نماز کے متعلق وہ صحیح روایات ہیں جن میں جن میں یہ ذکر ہوا کہ آنحضرت حالت نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے تھے.. جیسا کہ ابن رشد نے بھی اس حقیقت کیطرف اشارہ کیا ہے.

ابراہیم نخعی جنہوں نے اہل سنت کے آئمہ اربعہ میں سے بعض سے پہلے وفات پائی وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے

اسی طرح حسن بصری تابعی جنہیں اہل سنت علم و عمل میں اہل زمانہ کا سردار جانتے ہیں وہ بھی نماز ہاتھ کھول کر پڑھتے تھے

ابن سیرین، لیث بن سعد، اور عبداللہ بن زبیر بلکہ مالکی مذہب میں بھی مشہور نظریہ یہی ہے

اہل سنت کے تین نظریات

اہل سنت کے اندر نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں تین نظریات پائے جاتے ہیں.

1 مکروہ ہے

2 اسکا انجام دینا کراہت نہیں رکھتا اور ترک کرنا بھی مستحب نہیں.

3 مستحب ہے.. (البیان والتحصیل)

ہمیں اہل سنت کی کوئی ایسی کتاب نہیں ملی جسمیں (نماز میں ہاتھ باندھنے) کو واجب قرار دیا گیا ہو اور وجوب کی نسبت اہل سنت عوام کیطرف دی جاتی ہے.

▲ کتب اہل سنت میں اس سلسلے میں بیان کی جانیوالی روایات و آثار کی تعداد (قطع نظر اسکے انکی سند ضعیف ہے) بیس تک جا پہنچتی ہے. ان میں سے ایک روایت ابو حازم سے صحیح بخاری میں نقل ہوئی (صحیح بخاری ج 1) لیکن جیسا کہ عینی، شوکانی اور دیگر فقہاء نے اسکی تصریح کردی کہ اس حدیث میں مرسل و منقطع ہونیکا شبہ پایا جاتا ہے.

▲ اسی طرح دوسری حدیث صحیح مسلم کے اندر ابو وائل سے نقل ہوئی. یہ حدیث بھی مرسل و منقطع ہونیکی آفت میں مبتلا ہے..اس لیے کہ علقمہ کی اپنے والد سے نقل کی جانیوالی روایات مرسل ہیں اور ابن حجر نے اسے واضح طور پر بیان کر دیا(تھذیب التھذیب)

▲ اور باقی روایات کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ خود اہل سنت کے ہاں انہیں ضعیف شمار کیا گیا ہے اور اصحاب سنن اور علمائے رجال کے اقرار کے مطابق ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا.اس بنا پر نماز میں ہاتھ باندھنے پر کوئی جواز باقی نہیں رہتا..

▲ اسکے علاوہ یہ خود ایک عمل اور فعل ہے جس کے نماز میں جائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں.. لھذا اسے جائز یا سنت یا آداب نماز میں سے ہونیکے قصد سے انجام دینا بیشک حرام ہے.اس لیے کہ اسکی حرمت کے لیے یہی کافی ہے کہ شریعت میں اسکے جواز پر کوئی دلیل نہیں...اہل بیت ع نے اسکے انجام دینے سے منع فرمایا

اور آئمہ کا اسے (تکفیر) سے تعبیر کرنا جسے مجوسی انجام دیا کرتے تھے یہ اس عمل کے سنت پیغمبر ص میں نہ ہونیکی تائید بلکہ اس امر پر تاکید ہے ..

❦ نماز میں ہاتھ باندھیں یا کھولیں ❦

نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق اہل سنت فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھا جائے یا اس سے نیچے؟ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے یا بالعکس؟

▲ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا عمل جسکی کیفیت تک مشخص نہیں وہ کسطرح سنت مؤکدہ ہو سکتا ہے.؟ اور پھر کیسے ممکن ہے کہ وہ صحابہ کرام جو مستحبی نمازوں، نماز میت، نماز عید کے علاوہ یومیہ نمازیں پیغمبر ص کی اقتدا میں ادا کرنیکے پابند تھے ان پر یہ کیفیت کیسے مخفی رہی ہو

▲ یہ تمام شواہد اور تاکیدات اس بات کی علامات ہیں کہ نبی ص کے زمانہ میں ایسے عمل کا کوئی وجود نہیں تھا. اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا بھی نماز تراویح باجماعت ادا کرنے، اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ کرنے، اذان سے حی علی خیر العمل نکالنے، متعہ کی دونوں

قسموں (متعۃ الحج اور ومتعۃ النکاح) کو حرام قرار دینے اور تدوین حدیث سے منع کرنے جیسے امور میں سے ہے جو پیغمبر ص کے بعد وجود میں آئے..

نماز میں ہاتھ باندھیں یا کھولیں

اہل بیت سے بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں. جن میں نماز میں ہاتھ باندھنے سے منع کیا گیا ہے اور اسے مجوسیوں کا عمل قرار دیا گیا ہے..

1 راوی کہتا ہے میں نے دونوں (امام باقر یا امام صادق) میں سے کسی ایک سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز میں ہاتھ باندھتا ہے اور کہا گیا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتا ہے اس بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ع نے فرمایا یہ عمل تکفیر ہے اسے مت بجالاؤ.

علامہ مجلسی اس حدیث کو نقل کرنیکے بعد کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح کے مانند ہے. اور اور تکفیر سے مراد ہاتھ پر ہاتھ رکھنا ہے جسے اہل سنت بجا لاتے ہیں اور اس سے منع کرنے کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ہمارے اکثر علماء کا یہی عقیدہ ہے..

2 امام باقرع فرماتے ہیں نماز کی حالت میں قبلہ کیطرف منہ کرواور تکفیر مت بجالاؤ کہ یہ مجوسیوں کا عمل ہے.

3 علی بن جعفر اپنے بھائی امام موسی کاظم ع سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جو نماز کی حالت میں ہو. کیا وہ ہاتھ کو کلائی یا بازو پر رکھ سکتا ہے؟ توانہوں نے فرمایا یہ عمل درست نہیں اگر انجام دے بیٹھا تو دوبارہ اسکا تکرار نہ کرے

وسائل الشیعہ) ج7، 5)

4 قاضی نعمان مصری امام صادق ع سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر یا بائیں کو دائیں پر مت رکھو.. چونکہ یہ اہل کتاب کا عمل ہے بلکہ ہاتھوں کو کھلا رکھو. پس مناسب یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو نماز کے علاوہ کسی عمل میں مشغول نہ کرو...

(مستدرک الوسائل)

..اسکے علاوہ اور بھی کئی روایات ہیں

نماز میں ہاتھ باندھنے کا آغاز

.. کہا جاتا ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا بھی خلیفہ دوم کی بدعات میں سے ہے

: محقق نجفی لکھتے ہیں▲

بیان کیا گیا ہے کہ جب خلیفہ دوم کے پاس عجمی قیدیوں کو لایا گیا تو انہوں نے

.. اسکے سامنے اپنے ہاتھوں کو ہاتھوں پر رکھا

خلیفہ نے ان سے اسکا سبب پوچھا تو بتایا گیا کہ ہم اپنے بادشاہ کے سامنے خشوع و خضوض کا اظہار کرنے کے لیے اس طرح کرتے ہیں. خلیفہ کو انکا یہ عمل پسند آیا اور اس نے نماز میں خدا کے سامنے ایسا ہی کیا جبکہ وہ غافل رہا کہ شریعت میں مجوسیوں سے مشابہت جائز نہیں ہے (جواھر الکلام

(، مصباح الفقیہ

البتہ کتب تاریخ میں اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں ملی

فقہائے اہل سنت کے اقوال

ابن قاسم کے بقول امام مالک کی رائے

▲ امام مالک نماز میں دائیں ہاتھ کے بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ میرے نزدیک واجب نماز میں جائز نہیں ہے.

مالک اسے مکروہ قرار دیتے ہیں لیکن مستحب نمازوں میں اسے جائز قرار دیتے ہیں (مدونۃ الکبري

▲ قرطبیؒ

کہتے ہیں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے. مالک اسے مکروہ سمجھتے ہیں.. جمہور اہل سنت کا خیال ہے کہ یہ نماز کے مستحبات میں سے ہے. انکی اختلاف کیوجہ پیغمبر ص کی نماز کے متعلق وہ ثابت شدہ آثار ہیں.. جن میں کسی ایک میں بھی ہاتھ باندھنے کے بارے اشارہ نہیں ہوا

(دوسری جانب لوگوں کو اسکا حکم دیا گیا ہے (بدایۃ المجتھد

▲ کتاب تفصیل وبیان

اس کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں اپنے استاد سے پوچھا... محمد بن رشد کہتے ہیں.. مالک کا یہ قول (میں اسمیں اشکال

نہیں دیکھتا) بغیر تفصیل کے واجب و مستحب نمازوں میں ہاتھ باندھنے کے جواز کو بیان کر رہا ہے..

نووی▲

ہم نے بیان کر دیا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ہمارے نزدیک سنت ہے... ابن منذر نے عبداللہ بن زبیر، حسن بصری، اور نخعی سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے.............

عینی▲

ابن منذر نے عبداللہ ابن زبیر، حسن بصری اور ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے تھے.. اور اسی طرح مالک کے بارے میں یہی معروف ہے اور اگر قیام طولانی ہو جاتا تو دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھ لیا کرتے..

نیز لیث بن سعد کہتے ہیں... اوزاعی ہاتھ کھولنے اور باندھنے میں اختیار کے قائل تھے..

شوکانی▲

وہ دار قطنی سے نقل کرتے ہیں کہ ابن منذر نے عبداللہ بن زبیر، حسن بصری، اور نخعی کے بارے نقل کیا ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھلے رکھتے

(... نیل اوطار، المجموع، شرح کبیر)

زحیلی▲

وہ کہتے ہیں مالکی مذہب کے علاوہ جمہور علماء کہتے ہیں.. نماز پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ تکبیر کے بعد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے جوڑ پر رکھے..

مالک▲

مالکی مذہب کا کہنا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ نماز میں وقار کیخاطر ہاتھ کھلے رکھے جائیں.. اور مستحب نماز میں بغیر ضرورت آرام کیخاطر ہاتھ باندھنا مکروہ ہے..

انہوں نے مذہب مالک کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے.. مالکی مذہب میں نماز میں ہاتھ باندھنے کے مکروہ ہونیکا فتوی دینے کیوجہ اس فاسد عقیدے اور اس عمل سے جو (پیغمبر ص) کی طرف منسوب نہیں ہے یا عوام

کے نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق وجوب کا اعتقاد رکھنے سے جنگ کرنا

ہے...

❦ نماز میں ہاتھ کھولیں یا باندھیں ❦

روایات اہل سنت

پہلی روایت

عن ابي حازم، عن سھل: قال: کان الناس یؤمرون ان یضع الیدہ الیمني...

علي ذراعیہ الیسري في الصلاۃ

قال ابو حازم: لا اعلمہ الا ان ینمی ذلک النبي، قال اسماعیل: ینمی ذلک، ولم

یقل ینمی۔

صحیح بخاری 1 باب الصلوۃ... ابو حازم نے سہل سے نقل کیا

ہے.. لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر

رکھیں، ابو حازم کہتا ہے میرا گمان نہیں ہے کہ یہ فعل پیغمبر ص کے علاوہ کسی

..اور کیطرف منسوب ہو

اسماعیل کہتے ہیں: نسبت تو دی گئی ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ کس نے دی ہے

روایت کے معنی میں غور

یہ معلوم نہیں کہ کس نے لوگوں کو نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم دیا ... جیسا کہ اس حدیث کے راوی کو بھی یقین نہیں ہے کہ پیغمبر ص نے اس کا حکم دیا ہو اسی لیے تو اس نے یہ کہا: مجھے معلوم نہیں مگر یہ کہ پیغمبر نے اسکا حکم دیا ہو

پس یہ حدیث مرسل ہے. اور اسکی دلالت بھی تنہا واضح ہی نہیں بلکہ ▪ اسمیں ابہام بھی ہے جیسا کہ عینی، شوکانی اور اس حدیث کی شرح بیان کرنے والے دوسرے شارحین کے بیان سے یہی سمجھا جا رہا ہے..

عيني 1

اس حدیث میں لفظ (ینمی) یاء کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ مجھول کا صیغہ ہے جبکہ اسے باء کے فتحہ کے ساتھ معلوم کا صیغہ نہیں پڑھا گیا. اس بنا پر حدیث مرسل ہے چونکہ ابو حازم نے معین نہیں کیا کہ کس نے نسبت دی ہے اور اگر معلوم کا صیغہ ہو تو حدیث متصل ہے (عمدة القاري)

لہذا ایسی حدیث جس کے اندر متعدد احتمالات پائے جا رہے ہوں اس سے کسی عمل کی سنت ہونیکو ثابت نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس عمل کو یقین کے ساتھ نبی ص کیطرف نسبت دی جا سکتی ہے.

سیوطی 2

اسماعیل کہتے ہیں: ینمی (شروع میں ضمہ اور میم پر فتح) مجہول کا صیغہ ہے اور اسماعیل وہی ابن انس ہے

شوکانی 3

بعض نے اس حدیث کو معیوب قرار دیا ہے چونکہ خود ابو حازم کو بھی اس میں گمان تھا... اور اگر یہ حدیث مرفوع. یعنی صحیح.. ہوتی اور پیغمبر سے صادر ہوتی تو پھر ابو حازم کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی کہ (لا اعلمہ) میں نہیں جانتا

روایات اہل سنت

تیسری روایت

صحیح مسلم: زهير بن حرب، حدثنا عفان، حدثنا همام، حدثنا محمد بن جحاده، حدثني عبدالجبار بن وائل ومولي لهم، انهما حدثاه عن ابيه وائل بن حجر، انه راي النبي ص رفع يديه حين دخل في الصلوة، كبر وصف همام حيال (اذنيه، ثم التحف بثوبه، ثم وضع يده اليمني علي اليسري

میں نے رسول ص کو دیکھا جب نماز پڑھنے لگے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں.. کے برابر کیا تکبیر کہی اسکے بعد ہاتھوں کو چھپالیا اور پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا.

صحیح مسلم ج۱.. دار قطنی ج۱)

▪دلالت کے متعلق بحث▪

یہ کہنا ضروری ہو گا کہ اس حدیث کی دلالت روشن نہیں ہے اس لیے کہ اسمیں پیغمبر کی موجودہ سنت کے بارے میں بیان کیا گیا کہ جس سے یہ تشخیص نہیں دیا جا سکتا کہ یہ عمل واجب ہے یا مستحب یا مباح ہونے یا با اختیار یا مجبوری کی حالت میں بجالایا گیا.. اور یہ کہ اسکا سبب کیا ہے؟ کیا اسے ایک

شرعی عمل سمجھ کر بجالایا گیا یا یہ کہ عبا کو شانوں سے گرنے سے بچانے کی خاطر ایسا کیا گیا؟ یا اسکا سبب سردی اور تھکاوٹ تھا؟

سند کے متعلق بحث

یہ روایت سند کے اعتبار سے مرسل ہے کیونکہ اسکا راوی علقمہ بن وائل ہے جس نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی جبکہ اسکا باپ اسکی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکا تھا.. لہذا ممکن نہیں ہے کہ اس نے اپنے باپ سے روایت سنی ہو..

ابن حجر کہتے ہیں:

عسکری نے ابن معین سے حکایت کی ہے کہ اس نے کہا: علقمہ کی اپنے باپ سے روایات مرسل ہیں (تھذیب التھذیب)

نیز بعض کا کہنا ہے کہ وہ بہت چھوٹا تھا لہذا ممکن نہیں کہ اپنے باپ کی نماز کو درک کیا ہو.. تہذیب التھذیب ج ۸

▲بہر حال دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے اس لیے کہ جو اپنے
.. باپ کی نماز کو درک نہیں کر سکتا وہ اس حدیث کو کیسے درک کریگا
اسکے علاوہ لفظ (مولي لهم یعنی انکا غلام) سند روایت میں موجود ہے جسکے
بارے یہ معلوم نہیں کہ وہ کون غلام ہے!؟

چوتھی روایت: موطا بن مالک

حد ثني يحي بن مالک، عن عبد الكريم بن أبي المخارق البصري أنه قال: من
كلام النبوة (اذالم تستحي فافعل ماشئت ووضع اليدين احداهما علي الاخري في
الصلاة (يضع اليمني علي اليسري) وتعجيل الفطر......))

کہتے ہیں کہ نبوت کے حکمت آمیز کلمات میں سے ایک یہ ہے کہ اگر شرم و
حیا نہیں ہے تو جو چاہو کرو اور اور نماز میں ہاتھ باندھنا ہے....
ابن عبد اللہ کہتا ہے (دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا) یہ مالک ابن انس کا کلام
ہے نہ کہ حدیث کا حصہ ہے...

موطا ابن مالک ج 1.. صحیح بخاری ج2)

اس روایت کی سند کے متعلق

اس روایت کی سند میں عبدالکریم بن ابی الخارق ہے جسکے بارے میں معمر نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ نہیں اور عبدالرحمن بن مہدی نے اسے پرہیزگار نہ ہونے سے متہم کیا ہے.. نیز احمد بن احمد اور ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے...

ابن حبان نے اسے کثیر الوہم، کثیر الخطاء، اور نا قابل احتجاج شمار کیا ہے

اور ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ اسکے ضعیف ہونے پر اجماع موجود ہے. یہی وجہ ہے مالک نے احکام پر مشتمل روایات کو اس سے نہیں لیا اور جو کچھ اس سے نقل کیا وہ فقط مستحبات میں ہے...

تھذیب الکمال ج 12، تھذیب التھذیب ج 16)

دوسری روایت

نصر بن علی نے ابو احمد سے، اس نے علاء بن زرعہ بن عبدالرحمن سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتا (صف القدمین ووضع الید علي الید من السنة)

چند نکات 🔰

اول: یہ روایت ابن زبیر کی نماز والی اس روایت سے متعارض ہے جسمیں یہ بیان کیا گیا کہ نماز میں اپنے ہاتھ کھلے رکھنا.

دوم:
اس روایت کی نسبت پیغمبر ص کی طرف نہیں دی گئی...

سوم:
اس روایت کی سند میں علاء بن صالح تمیمی اسدی کوفی ہے جسکے بارے میں بخاری کہتے ہیں: لا یتابع، اسکی روایت قابل قبول نہیں..

ابن المدینی کہتے ہیں:
وہ منکر روایات کو نقل کرتا ہے..... تہذیب التہذیب: 8
▪امتیاز نقوی▪

روایات اہل سنت

پانچویں روایت

محمد بن بکار بن ریان نے ہشیم بن بشیر اس نے حجاج بن ابی زینب، اس نے ابو عثمان نہدی اور اس نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے:

انه كان يصلي فوضع يده اليسري علي اليمني، فرآه النبي ص فوضع يده اليمني علي اليسري)

(سنن ابو داؤد ج 2، سنن ابن ماجه ج 1)

وہ نماز پڑھتے وقت اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا کرتا، پیغمبر ص نے دیکھا تو اسکا دایاں ہاتھ پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا..

اس حدیث کی سند میں ہشیم بن قاسم ہے جو احادیث میں ملاوٹ اور ان میں کمی بیشی کرنے میں بدنام ہے اور اپنی عمر کے آخری ایام میں ہوش و حواس بھی کھو بیٹھا تھا

یحی بن معین نے اسکے بارے میں کہاہے: علم تو اسکے پاس تھا نہیں سر سے کیا نکلتا تھا.. یعنی زبان پر کیا جاری کرتا تھا(تھذیب التھذیب 11

.. اس بنا پر اس پر بہت کچھ کہا گیا اور اسکی روایت بھی قابل قبول نہیں ۔

اسی طرح اس روایت کی سند میں حجاج بن ابی زینب سلمی ہے جسے اہل سنت کے ہاں ضعیف قرار دیا گیا ہے

.. نیز احمد بن حنبل کا کہنا ہے: مجھے اسکی روایات کے ضعیف ہونیکا خوف ہے نسائی کہتے ہیں: وہ قوی نہیں ہے اور دار قطنی کا کہنا ہے: وہ حافظ و قوی نہیں ہے..

▲▲▲▲▲

چھٹی روایت

محمد بن محبوب نے حفص بن غیاث، اس نے عبدالرحمن اسحق سے، اس نے زیاد بن زید سے، اس نے ابی جحیفہ، اس نے حضرت علی ع سے نقل کیا کہ (آپ ص نے فرمایا(السنة وضع الكف علي الكف في الصلاة تحت السرة نماز میں ایک ہتھیلی کا دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھنا سنت ہے

(سنن ابن داؤد 1 .. دار قطني 1 .. سنن كبري)

سند

اس حدیث کی سند میں زیاد بن زید جو مجھول ہے... جیسا کہ عسقلانی کے بقول ابو حاتم نے اسکی وضاحت کر دی ہے.. نیز تہذیب التہذیب میں بیان ہوا ہے.. زیاد بن زید سوائی اعسم کوفی کے بارے میں ابو حاتم نے کہا ہے وہ مجھول شخص ہے .

ابو داؤد نے بھی اس سے حضرت علی ع کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ
نے فرمایا کہ نماز میں زیر ناف ہاتھ پر
(کا ہاتھ پر رکھنا سنت ہے.. (تہذیب التہذیب

بخاری کہتے ہیں اس میں غور کی ضرورت ہے.. نیز اس روایت کی سند میں عبد الرحمن بن اسحاق ہے جسکے ضعیف ہونیکے بارے میں علماء کا اتفاق ہے
((تھذیب الکمال

ساتویں روایت

محمد بن قدامہ (ابن اعین) نے ابی طالوت عبد السلام سے، اس نے ابو جریر ضبی سے، اس نے اپنے باپ سے نقل کیا:

"رأیت علیا یمسک بیمینہ علي الراسغ فوق السرة"

میں نے حضرت علی کو دیکھا وہ اپنے دائیں ہاتھ کی کلائی کو بائیں ہاتھ سے زیر ناف پکڑے ہوئے تھے..

▲ اس روایت کی سند میں ابو طالوت یعنی عبد السلام نہدی ہے، جسکے بارے میں ابن سعدہ کا کہنا ہے

وہ روایت کے نقل کرنے میں ضعیف ہے..(سنن ابن داؤد 1 ... نیل الاوطار 2

▲ نیز اس روایت کی سند میں ابن جریر ضبی ہے جسکے بارے میں ابن حجر کہتا ہے:

میں نے میزان الاعتدال میں ذہبی کے ہاتھ سے لکھا دیکھا ہے کہ یہ شخص نا شناختہ یعنی مجھول ہے

(تھذیب التھذیب 2)

آٹھویں روایت

مسدد نے عبدالرحمن ابن اسحاق کوفی سے، اس نے سیار ابی سے، اس نے ابو وائل سے، اس نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

(اخذ الأکف علي الاکف في الصلاۃ من السنۃ)

(نماز میں ایک ہتھیلی کا دوسری پر رکھنا سنت ہے.."(سنن ابوداؤد"

اسي طرح دار قطني بے تھوڑے سے اختلاف کیساتھ لکھا ہے...(سنن دار قطني)

یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس روایت کی سند عبدالرحمن بن اسحاق ▪ .. کوفی ہے جو علمائے رجال کے نزدیک ضعیف ہے

ابن معین کہتے ہیں: وہ ضعیف ناچیز اور بے ارزش انسان ہے..ابن سعد ،یعقوب بن سفیان، ابوداود، نسائی اور ابن حبان بے اسے ضعیف شمار کیا

ہے..اور بخاری نے کہا..اسمیں غور کی ضرورت ہے.(تھذیب التھذیب)

اسکے علاوہ ابوہریرہ نے اس عمل کی نسبت پیغمبر کی طرف نہیں دی..اس طرح کے مشابہ موارد موجود ہیں جن کے بارے تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے پیغمبر سے نہیں سنا بلکہ کسی نے ان سے نقل کئے ہیں اور ابوہریرہ بے بھی اس شخص کا نام نہیں لیا

👇 مثال کے طور پر یہ حدیث

(من اصبح جنبا فلا صیام لہ)

..جو شخص جنابت کی حالت میں اٹھے تو اسکا روزہ باطل ہے

جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم نے خود یہ حدیث پیغمبر ص سے سنی ہے تو کہا ..نہیں، مجھ سے کسی نے نقل کیا ہے

(تاریخ دمشق 19..سیرۃ اعلام النبلاء)

روایات اہل سنت کا ضعف

👇👇 نویں روایت

ابو توبہ نے،ہیثم (ابن حمید) سے،اس نے ثور سے اس بے سلیمان بن موسی،اس نے طاؤس سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

کان رسول اللہ ص یضع یدہ الیمني علي یدہ الیسري، ثم یشد بینھما علي صدرہ، و ھو في الصلاۃ (سنن ابوداود) 1

رسول خدا ص نماز پڑھتے وقت اپنے سینے پر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا کرتے ...

چند اشکال

1 اس روایت کا راوی طاوس تابعی ہے جس نے پیغمبر کو نہیں دیکھا اس اعتبار سے روایت مرسل ہے

2 اس روایت کی سند میں،ہیثم بن حمید ہے جسے ابوداود اور ابو مسّھر بے ضعیف قرار دیا ہے.. ابو مسّھر کہتے ہیں وہ (علم حدیث) میں ماہر وہ حافظ نہیں

تھااس سے حدیث نقل کرنے میں اجتناب کرتا ہوں اور اسے ضعیف سمجھتا ہوں..

(تہذیب التہذیب 11)

روایات اہل سنت کا ضعف

دسویں روایت

ترمذی نے ابوالآحوص، اس نے سماک بن حرب، اس نے قبیصہ بن ہلب، اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں:

(کان رسول اللہ یؤمنا فیاخذ شماله بیمینه)

پیغمبر ص نے ہمیں باجماعت نماز پڑھائی جبکہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر (پکڑا ہو تھا..(جامع ترمذي

اشکال

اس روایت کی سند میں قبیصہ بن ہلب یعنی قبیصہ بن یزید طائی ہے اور ابن مدینی ونسائی کے بقول وہ مجھول ہے..(تھذیب التھذیب 7.. تھذیب الکمال 15)

18

اہل سنت روایات کا ضعف ہاتھ باندھنے میں

بارھویں روایت

دارمی نے ابو نعیم سے،اس نے زہیر سے،اس نے ابو اسحاق سے،اس نے عبدالجبار سے،اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

رأیت رسول اللہ یضع یدہ الیمنی علي الیسری قریبا من الرسغ)(سیرہ لعلام النبلاء)

میں نے رسول خدا ص کو دیکھا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جوڑ کے قریب رکھے ہوئے تھے...

یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ عبدالجبار بن وائل نے اپنے باپ سے روایت نہیں سنی اس لئے کہ اسکا باپ اسکے پیدا ہونے سے پہلے ہی مر چکا تھا ..

ابن حبان الثقات میں لکھتے ہیں▪ :

جو شخص یہ گمان کرے کہ ابن وائل نے اپنے باپ سے روایت سنی ہے تو یہ وہم کے سوا کچھ نہیں ہے اس لئے کہ وہ اپنی ماں کے شکم میں تھا جب اسکے باپ کی وفات ہوئی ..

نیز بخاری کہتے ہیں▲ :

یہ کہنا درست نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے روایت سنی ہے اس لئے کہ اسکا باپ اس کے پیدا ہونے سے پہلے مر چکا تھا ..

ابن سعد کہتا ہے▲ :

اسکے بارے میں ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ سے روایت سنی اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے ااپنے باپ کو نہیں دیکھا .

ابو حاتم، ابن جریر طبری، جریری، یعقوب بن سفیان، یعقوب بن شیبہ، دار قطنی، حاکم، اور ان سے پہلے ابن مدینی وغیرہ نے اسی سے ملتے جلتے مطالب نقل کئے ہیں ..

(تھذیب التھذیب 6)

اہل سنت کی روایات کا ضعف

گیارہویں روایت:

ابن ماجہ نے علی بن محمد سے، اس نے عبداللہ بن ادریس، اس بے بشر بن معاذ ضریر، اس نے بشر بن مفضل، اس ن ء عاصم بن کلیب، اس نے اپنے باپ سے، اس نے وائل بن حجر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے:

میں نے پیغمبر ص کو نماز کی حالت میں دیکھا وہ اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں) (ہاتھ کو تھامے ہوئے تھے)(سنن ابن ماجہ 1

یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ سنن ابن ماجہ کی بہت سی روایات ▪ ضعیف ہیں.

ابن حجر کہتے ہیں ▲:

اسکی کتاب سنن میں جامع اور ابواب و غرائب میں اچھی ہے لیکن اسکی بہت زیادہ روایات ضعیف ہیں. یہاںتکہ میں نے سنا ہے سری نے کہا.. جب بھی سکی کتاب میں کوئی منفرد روایت بیان ہو تو وہ کئی ایک اعتبار سے ضعیف ہے..

:ابوزرعہ کہتے ہیں▲

(اس میں فقط سات احادیث ہیں (تھذیب التھذیب 9

:ذھبی کہتے ہیں▲

سنن ابن ماجہ کے اندر ان روایات کي تعداد بہت زیادہ ھے جو حجت نہیں (رکھتی اور شاید انکی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہو (سیر اعلام النبلاء

اسکے علاوہ ابوداود نے عاصم بن کلیب کی اپنگ باپ اور دادا سے نقل کی▲ (جانیوالی روایات کو بے اعتبار جانا ہے (تھذیب الکمال 15

نماز میں ہاتھ باندھنے پر اہل سنت روایات کا ضعف

چودھویں روایت

دار قطني میں عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز نے شجاع مخلد، اس نے
ہشیم، اسنے منصور، اسنے محمد بن انصاری، اسنے حضرت عائشہ سے نقل کیا کہ
وہ فرماتی ہیں
: نبوت کی تین خصوصیات میں سے تین چیزیں ہیں"
ان میں سے ایک) حالت نماز میں دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا)
(ہے..(دار قطني 1ج2
▲ اس حدیث کی سند میں محمد بن انام انصاری ہے جسکا حضرت عائشہ سے
(نقل کرنا ممکن ہی نہیں لہذا یہ روایت مرسل ہے(دار قطني 1
▪ ذہبی نے بخاری سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ ہے کہ وی کہتے ہیں "معلوم
نہیں ہے کہ اسنے حضرت عائشہ سے روایت سنی ہو(میزان الاعتدال
3:454)
▪ اسی طرح ہشیم (ابن منصور) جو اس روایت کی سند میں ہے اسکے بارے
میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ حدیث میں ملاوٹ اور ان میں کمی بیشی کرنے میں
...بدنام ہے اور اپنی عمر کے آخر میں ہوش و حواس بھی کھو بیٹھا تھا

(تھذیب التھذیب 11،56)

نماز میں ہاتھ باندھنے کے حوالے سے اہل سنت روایات کا ضعف

پندرھویں روایت

دار قطنی نے ابن صارف، اسنے زیاد بن ایوب، اس نے نضر بن اسماعیل، اسنے ابن ابی لیلی، اسنے عطا، اسنے ابوہریرہ، اور اسنے رسول اکرم ص سے نقل کیا کہ آپ ص نے فرمایا:

ھم انبیاء کو یہ حکم دیا گیا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھیں#

(سنن دار قطني 1ح3)

اس حدیث کی سند میں نضر بن اسماعیل یعنی ابو مغرہ ہے

احمد، نسائی، اور ابو زرعہ نے اسکے متعلق کہا ہے

وہ قوی نہیں ہے اسی ایک قول کے مطابق ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ..

ابن حبان کہتے ہیں◆:

اسکے اشتباھات واضح اور اسکے وہم وخیالات بہت زیادہ ہیں لھذا اسے ترک کرنا ہی حق ہے..

حاکم نیشاپوری کہتے ہیں▲:

وہ ان (اھل سنت) کے ہاں قوی نہیں ہے

ساجی کا کہنا ہے▼:

اس کی روایات غریب ہیں

(تھذیب التھذیب10...388)

نماز میں ہاتھ باندھنے پر اہل سنت روایات کا ضعف

سولہویں روایت

دار قطنی نے ابن سکین سے، اسنے عبدالحمید بن محمد، مخلد بن یزید، اسنے طلحہ سے، اسنے عطاء سے، اسنے ابن عباس اور اس نے پیغمبر ص سے نقل کیا کہ آپ ص نے فرمایا:

"ہم انبیاء کی جماعت کو یہ حکم دیا گیا کہ..... نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھیں..

(سنن دار قطني 1،ح 3)

اس حدیث کی سند میں طلحہ (بن عمر بن عثمان حضرمی کوفی) ہے جسے تمام علماء رجال نے ضعیف قرار دیا ہے..

▲احمد کہتے ہیں:

اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے. اسکی روایات متروکہ ہیں

▲ابن معین کا کہنا ہے:

اسکا کوئی مقام نہیں اور وہ ضعیف ہے

▲جوزجانی کہتے ہیں:

اسکی روایات سے کوئی بھی راضی نہیں ہے..

▲ابو حاتم کہتے ہیں:

وہ قوی نہیں ہے اور اہل سنت کے ہاں اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے

▲ابو داؤد کہتے ہیں:

وہ ضعیف ہے ..

▲ نسائی کا کہنا ہے:

اسکی احادیث متروکہ ہیں

▲ بخاری کہتے ہیں:

اسکی کوئی اہمیت نہیں ہے

▲ یحی بن معین بھی اسکے بارے میں منفی نگاہ رکھتا تھا..

▲ ابن سعد کہتے ہیں اسکی احادیث بہت ضعیف ہیں..

▪ ابن مدینی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے اسکا کوئی مقام نہیں

▪ ابوزرعہ، عجلی اور دار قطنی کہتے ہیں وہ ضعیف ہے.. فسوی نے اسے ان افراد

میں ذکر کیا ہے جنکی روایت پر توجہ نہیں دی جاتی..

▪ ابن حبان کہتے ہیں.. اسنے ثقہ افراد سے کچھ نقل نہیں کیا مگر یہ کہ ایسی

چیزیں جنکا لکھنا جائز نہیں تھا اور اس سے ایسی روایات کو تعجب کے طور پر

نقل کیا گیا...

(تھذیب التھذیب 114:5)

ھاتھ باندھنے کے حوالہ سے اہل سنت روایات کا ضعف

سترھویں روایت

دار قطنی نے محمد بن خالد سے، اسنے محمد بن اسماعیل حسانی، اسنے وکیع، اسنے یزید بن زیاد بن ابی جحد، اسنے عاصم جحدری، اسنے عقبہ بن ظہیر، اسنے حضرت علی ع سے نقل کیاھے (فصل لربک وانحر) کے بارے میں فرمایا:

اس سے مراد نماز میں دائیں ہاتھ کا بائیں پر رکھنا ہے

(دار قطني 285:1)

اس روایت کی سند میں وکیع ہے جسکے بارے میں کہا گیا کہ اس نے پانچ سو روایات میں خطا کی ہے

(تھذیب التھذیب 114:11)

نیز مروزی نے کہا ہے:

وہ اپنی عمر کے باقی ایام میں زبانی احادیث نقل کیا کرتا اور الفاظ میں تبدیلی کر بیٹھتا، گویا وہ احادیث کے مفہوم کو نقل کیا کرتا اور اسے عربی سے آشنائی نہیں تھی

(تھذیب التھذیب 114:11)

ہاتھ باندھنے کے حوالہ سے اہل سنت روایات کا ضعف

اٹھارہویں روایت

دار قطنی نے احمد بن محمد بن جعفر جوزی سے، اسنے مضر بن محمد سے، اسنے یحی بن معین سے، اسنے محمد بن حسن واسطی سے، اسنے حجاج بن ابی زینب سے، اس نے ابوسفیانا اور اس نے جابر سے نقل کیا ہے کہ

وہ کہتا ہے کہ

رسولخدا ص ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنادایاں ہاتھ ✍ بائیں پر رکھا ہوا تھا... پس آنحضرت نے اسکادایاں ہاتھ پکڑ کر بائیں ہاتھ پر رکھ دیا... سنن دار قطنی، مسند احمد

اس حدیث کی سند میں حجاج بن ابی زینب موجود ہے ▲

... جسے اہل سنت کے ہاں ضعیف قرار دیا گیا ہے

نیز احمد بن حنبل کا کہنا ہے مجھے اسکی روایات کے ضعیف ہونیکا خوف ہے ▪

نسائی کا کہنا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور دار قطنی کا کہنا ہے کہ وہ حافظ و قوی ▪
نہیں ہے

انیسویں روایت

دار قطنی نے ایک اور مقام پر حجاج بن ابی زینب کے واسطے سے نقل کیا ہے
جو کہ ضعیف ہے..
(سنن دار قطني 1)

بیسویں روایت

حسن بن خضر نے محمد بن احمد ابو العلاء سے، اسنے محمد بن سوار، اسنے ابو خالد
احمد، اسنے حمید سے، اسنے انس سے نقل کیا ہے کہ
پیغمبر ص جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دائیں بائیں والوں سے
یہ فرماتے کہ یوں اور یوں کھڑے ہوں..
(سنن دار قطنی 1)

▲

(اس روایت کی سند میں ابو خالد احمد (سلیمان بن حیان ازدي

...ھے جسکے حافظ وضابط ہونیکے بارے میں بعض نے اعتراض کی ہے

...ابن معین کہتے ہیں ▪

یہ حجت نہیں ہے،

ابو بکر بزاز نے اپنی کتاب سنن میں کہا ہے کہ یہ ان افراد میں سے نہیں ہے ▪

جنکی روایات حجت ہوں..اس لیے علماء کا اسکے متعلق اتفاق ہے کہ وہ حافظ

.. نہیں تھا.اسی طرح اعمش اور دوسرے ایسے افراد سے روایت نقل کیا کرتا

مسند احمد بن حنبل 3

اسکے علاوہ یہ حدیث موضوع بحث پر دلالت نہیں کررہی چونکہ اسمیں یہ ▪

کہا گیا ہے کہ پیغمبر ص اپنے دائیں بائیں افراد سے یہ فرماتے تھے کہ یوں

... کھڑے ہوں جبکہ اسکا نماز میں ہاتھ باندھنے سے کوئی ربط نہیں ہے

اکیسویں روایت

احمد بن حنبل نے محمد بن حسن واسطی (مزني) سے ،اسنے ابو یوسف حجاج سے ،اس نے ابی زینب صیقل سے ،اسنے ابو سفیان اور اسنے جابر سے نقل کیا ہے...

رسول ص نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تھا، آنخضرت نے فورا اسکے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیا

(مسند احمد حنبل 3)

1 ...یہ وہی دار قطنی والی اٹھارہ نمبر حدیث ہے جسکو پہلے بیان کیا جاچکا ہے

2 اس روایت کی سند میں بھی ابو یوسف حجاج ہے جسکے بارے میں علمائے رجال نے تامل سے کام لیا ہے...

احمد بن حنبل اسکے بارے میں کہتے ہیں▪

مجھے اسکی روایات کے ضعیف ہونیکا خوف ہے

ابن مدینی کہتے ہیں▪

..وہ ضعیف ہے

نیز نسائی نے کہا ہے▪

یہ قوی نہیں ہے

دار قطنی کہتے ہیں▲

نہ تو روایت نقل کرنے میں قوی تھا اور نہ ہی حافظ

(تھذیب التھذیب 2.. سیرہ اعلام النبلاء 7)

اسی طرح روایت کی سند میں محمد بن حسن واسطی ہے جسکے بارے میں ◐ بحث واقع ہوئی ہے.. ابن حبان نے اسے ضعفاء کی فہرست میں ذکر کرتے ہوئے کہا کہ

... یہ احادیث کی سند میں کمی واضافہ کرتا

(تہذیب التھذیب 9)

بحث کا خلاصہ

وہ تمام روایات جن سے نماز میں ہاتھ باندھنے کا استفادہ ہوتا ہے دلالت یا سند کے اعتبار سے ضعیف ہونے کے اشکال سے خالی نہیں ہیں... جیسا کہ پہلے ان روایات کو بیان کر چکے ہیں

▪ اس بناپر وہ دلائل جن پر اعتماد کرتے ہوئے نماز میں ہاتھ باندھنے کی نسبت پیغمبر ص کی طرف دی جاسکتی ہے انکا کوئی وجود نہیں رہ جاتا...

اور پھر تعجب کی بات یہ ہے کہ بخاری اور مسلم نے بھی ان روایات پر توجہ نہ دیتے ہوئے انہیں اپنی اپنی کتب میں ذکر کرنے سے اجتناب کیا ہے. اور یہ خود ان روایات کے غیر معتبر ہونے کی دلیل یا تائید ہے. خاص طور پر ان افراد کے لیے جو کسی روایت کے بخاری یا مسلم میں ذکر نہ ہونے کو اسکے ضعیف ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں..

▪ اسکے علاوہ بعض صحابہ کرام اور آئمہ مذاہب جیسے ابن زبیر، امام مالک، ابن سیرین، حسن بصری، اور نخعی ......اسے درست نہ سمجھتے تھے اور نماز میں ہاتھ کھولنے کے معتقد تھے.. اسی طرح مذہب اہل البیت س میں بھی جیسا کہ روایات و فتاوی سے واضح ہے نماز میں ہاتھ باندھنے کو ناجائز اور شریعت کے مخالف سمجھا گیا..

پس یہ کہنا درست ہوگا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا سنت کی نسبت بدعت سے نزدیک تر ہے..

((والسلام من التبع الھدی))